نواب عالی مرحوم

از محترمہ حمیدہ سلطانہ صاحبہ

صاحبزادہ مرزا حاجی ضمیر الدین صاحب عالی مرحوم نواب علاء الدین خاں صاحب علائی کے چوتھے اور سب سے چھوٹے لڑکے تھے۔ مرحوم میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو اگلے بزرگوں میں ہوتی تھیں۔ وہ خاندان کے ایک ایسے فرد تھے جن کی موت نے خاندان پر یہ واضح کر دیا کہ اب اس کمی کو پورا کرنا بالکل ناممکن ہے۔

میرے رشتے کے ماموں تھے لیکن ان کی بزرگانہ شفقت ایسی تھی کہ حقیقی ماموؤں سے بڑھکر تھی۔ عربی فارسی کے متبحر عالم تھے نہ صرف عالم تھے بلکہ عالم با عمل۔ ان کے دل میں خدا کی تمام مخلوق کے دکھ سکھ کا پورا پورا خیال تھا۔ ان کی موت سے بہت سی لاوارث عورتیں شکستہ دل ہوئیں اور بکیں یتیم بے سہارا رہ گئے۔ مرحوم کے حالات ذیل ان کے بھتیجے صاحبزادہ شمس الدین احمد خاں صاحب دیوان ریاست لوہارو نے لکھکر بھیجے ہیں جس کے لئے میں موصوف کی شکرگذار ہوں۔

آپ ۱۶ ر دسمبر ۱۸۶۷ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ فخر الدولہ نواب علاء الدین احمد خاں بہادر فرمانروائے لوہارو کے پانچویں فرزند اور سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ آپ کے باپ نے پیدائش کے وقت اپنی بیاض میں یہ درج فرمایا تھا۔ "تولد پسر کامگار ہوشیار مرزا ضمیر الدین احمد خاں طال عمرہ درساعتِ سُنبلہ از بطنِ شمس النساء بیگم۔"

مرزا غالب کے تعلق خاص کی تقریب سے نواب علاء الدین احمد خاں علائی کو دنیا جانتی ہے

شمس النساء بیگم دخترِ نواب جلال الدین خاں نبیرۂ امیر الامراء نواب نجیب الدولہ رئیس نجیب آباد ہیں
مرزا ضمیر الدین احمد خاں کی تعلیم و تربیت زیرِ نگرانی والد بزرگوار ہوئی۔ بعض استاد ایرانی تھے۔ مثلاً
مرزا ابو طالب شیرازی ابن سید ہاشم نجفی۔ نوعمری میں گھوڑے کی سواری کا شوق ہوا۔ لوہارو میں جرنیل صاحب
کے لقب سے مشہور ہوئے۔ گھوڑوں کی شناخت میں کمال رکھتے تھے۔ اسلحہ کی شناخت میں خاص
مہارت تھی۔ خود گولی، بارود اور بندوق کی ٹوپیاں بنا لیتے تھے۔ ریاست لوہارو میں ایک باغی راجپوت
نے جب بغاوت کا علم بلند کیا تو آپ بھی مقابلہ کے لئے تیار ہوئے۔ یہ واقعہ غالباً ۱۸۹۶ء کا ہے۔

آپ کی شادی دہلی میں قاسم خانیوں میں اپنے ہی قریبی عزیزوں میں مرزا محمد حسن خاں عرف
خضر مرزا صاحب کی دخترِ اول سے ہوئی تھی۔ مگر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اپنی عمر کا زیادہ حصہ خدا تعالٰے
کی عبادت، نماز اور روزہ میں اور مطالعہ کتبِ دینیات میں گزارا۔ سالہا سال سے لوگوں کو مفت درس
مذہبِ اسلامی دیتے تھے۔ لوہارو میں آپ کی یادگار ایک مسجد اور مدرسہ اسلامیہ ضمیریہ موجود ہے
مسجد کی امداد آپ کی سعی سے مستقل مقرر ہے۔ آپ بڑے پایہ کے عالم با عمل اور محدثِ بے بدل تھے۔
دانشمندی میں مشہور اور ہر کہ و مہ کی خدمت بلا عوض کرنے میں نامور۔

شعر و سخن سے بھی دلچسپی تھی مگر حسبِ فرمائش اشعار فارسی و اردو کہا کرتے تھے۔ آپ کی بیاض
بھی موجود ہے۔ ایک قصیدہ فارسی اکسٹھ شعر کا بمقابلہ فیضی بمدح اکبر بادشاہ بھی لکھا تھا۔ فیضی کا یہ
یہ مصرع ہے :- "سحر نوید رساں قاصد سلیمانی۔"

اس پر حاجی صاحب مرزا ضمیر الدین احمد صاحب المتخلص بہ عالی فرماتے ہیں :-

شبی و کلبۂ تار و بخاک پیشانی — کہ روح قدس دہد درس بے دبستانی
اگر بہ تکیہ گہ ناز بابتِ طناز — کے بہ شوخیٔ و شنگی دبوس افشانی
منم کہ شاہدِ توحید ہست در چشم — ببر گرفتہ ام اینک کلامِ یزدانی

امام ساز کلامے بمنزل افلاک ‏ سیں حدیث پیمبر کہ ہست برہانی
زحاملان احادیث از تراجم شاں ‏ بہ یب گاہ عمل گرچہ ہست نقصانی
بیا بہ کہ نشانت دہم طریق صواب ‏ سعادتست قرین ارنہ روئی گردانی
رسول رست اطاعت خدائی راطاعت ‏ اگر تو اہلِ حدیثی و اہلِ قرآنی

اس کے علاوہ مدرسۂ قرآن حکیم میں فارسی کے بہت سے اشعار ابدار ہیں۔ جن کا نمونہ یہ ہے۔

دوش کز فیض قلم طبع سخنداں آمد ‏ نکتۂ سفتہ باندیشہ فراواں آمد
از کدورات جہاں طبع اگر مظلم بود ‏ عقل دراک وقائق مہ تاباں آمد
گاہ بر فلسفہ و منطق و معقول و نجوم ‏ خوض کردی کہ چنیں آمد و چناں آمد
گاہ از فن طبعی و زعلم ابدال ‏ حکم کردی کہ چنیں سود زنقصاں آمد

علاوہ ازیں ایک غزلِ فارسی علی حزیں کی غزل پر بھی کہی تھی۔

ہلہ من کشتۂ یارم تنہ ناہا یا ہو ‏ در غمش زار و نزارم تنہ ناہا یا ہو
غمِ دنیا نخورم زادہ غمی نہ برم ‏ مست و دیوانہ و خوارم تنہ ناہا یا ہو
سوخت کانون ضمیرم ز تب ہجر چناں ‏ ہر نفس عینِ شرارم تنہ ناہا یا ہو
کار صیاد اجل ہست مگر یک روزے ‏ من بہر روز شکارم تنہ ناہا یا ہو
آں ضمیرم کہ پس از مرگ ز افراطِ نشاط ‏ آید آوازِ مزارم تنہ ناہا یا ہو

ریاست لوہارو کے قوال ان کی غزلیں آج تک گاتے ہیں۔ مثلاً

ساقیا ماہ و شاساغرِ صہبا آور ‏ عید فطر است مئی لعل ثمینا آور

انھوں نے جو کچھ سیکھا اپنے باپ سے سیکھا خود اس کا اقرار کرتے ہیں۔

عالی از فیضِ علائی نامور شد در جہاں ‏ نکتہ سنج و نکتہ داں از بہرآں نامید مش

ڈاکٹر اقبال نے ایک مرتبہ دیوبند کے مولانا حسین احمد صاحب پر طنز کرتے ہوئے لکھا تھا۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

نواب ضمیر الدین صاحب عالی کو اقبال ایسے بلند پایہ شاعر اور مفکر اسلام کی یہ ادا پسند نہیں آئی اور انھوں نے جواب میں یہ اشعار لکھے۔

رسول گفت کہ آرند از ثریا دیں
رجال فرس و عجم قول تو چہ بوالعجبی است

خلافِ قول رسولِ کریم قول کسے
مخالفت است شقاوت کہ راہِ بے ادبی است

ز دیوبند و ز کشمیر ہر چہ گوئی گو
شمول جملہ عجم یا وہ است بے ہنسی است

تو شاعری و ندانی رموزِ دینِ متیں
بہ پارسی است ترا بہرہ آں زبان عربی است

ببیں بعلم بخارا و علم نیشاپور
ازاں بگیر نگیری اگرچہ بولہبی است

آخر زمانہ میں مرزا صاحب ایسے محتاط ہو گئے تھے کہ اپنے قلم سے کچھ نہیں لکھتے تھے۔ ان کی زندگی سادہ تھی۔ مگر ازل سے نفیس طبع لائے تھے۔ اول درجہ کے قانع اور صابر تھے، ان کی وضع داری میں کبھی فرق نہ آیا۔ آپ عقیدہ اور عمل کے اعتبار سے مومن قانت تھے۔ توحید اور سنتِ رسول کی پابندی اور اشاعت کا خیال رہتا تھا۔ اولیاء اللہ کے منکر نہ تھے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ وہ اللہ کے فرمانبردار بندے ہوتے ہیں۔ ان کو الوہیت کی شان میں کوئی حصہ نہیں۔ مستند احادیث کی پیروی کرتے تھے، عقائد میں فرقۂ قادریہ سے تھے۔ سنہ میں حج بیت اللہ سے سبکدوش ہوئے۔ بیگم صاحبہ بھی حج میں ہمراہ تھیں۔ کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی منقبت میں ایک کتاب طبع کرانے کا خیال تھا۔ جس کا مسودہ موجود ہے۔ حوالہ جات احادیث نبوی سے دئے ہیں۔ حاجی صاحب موصوف فتوی بھی دیتے تھے۔ زیادہ تر رجحان امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی روایات پر تھا۔ صاحبزادہ موصوف کو ریاست لوہارو سے خاندانی وظیفہ ملتا تھا۔ خاندان لوہارو

کے یہ چراغِ روشن و ہدایت تھے۔ جو چراغ اب گل ہو گیا۔

(شمس)
یہ لکھکر مرے دل میں آیا کہ کہدوں چچا جان تھے بات کے قدرداں
وہ عقلِ مجسم تھے دانشوری میں وہ تھے فخرِ اسلاف و ہم خانداں

صاحبزادہ صاحب موصوف کچھ عرصہ بیار رہ کر ۲۵ مارچ ۱۹۴۳ء کو بمقام دہلی فوت ہوئے آپ کے پاؤں میں درد پیدا ہو گیا تھا۔ جس کا آپریشن ہوا۔ مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ موت کا ایک دن مقرر ہے۔ حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے ؏ "کہ درمقامِ رضا باش وازقضا مگریز"۔

سید ہاشمی فریدآبادی صاحبزادہ موصوف کے حقیقی بھانجے نے کیا عمدہ تاریخ رحلت کہی ہے:۔

ازتخمۂ علائی وازدودۂ ابیں آں زبدۂ نیاگاں وآں نخبۂ پسیں
آں زینِ بزمِ دانش ومسندنشینِ فضل آموزگارِ فقہ و امامِ محدثیں
دربرد ثارِ زہد و بہ سرتاجِ اتقا دل ازغرض تہی وبہ طاعت فروجبیں
آخوندِعہد وواقدیِ وقت وروزگار علامیِ زمانہ وخاقانیِ زمین
آسود زیرِ خاک وسرِ لوحِ ہاشمی
سالِ وفات یافت مرزا ضمیر دین
۱۳۶۲ھ